احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ ۔ ۱۹ احسان ۱۳۷۲ہش ۔ ۱۹ جون ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۳۷

انسانوں کے لیڈروں تک پہنچیں

عالمی تحریک بہبود الانسانیت کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ۔الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"مختلف جہت سے انسانوں کے لیڈروں اور رہنماؤں تک پہنچیں۔ جب سَر تک پہنچیں گے۔ جب دماغ تک پہنچیں گے تو جسم کے ہر عضو تک پہنچنا ضروری نہیں رہتا۔ پھر وہ دماغ جو آپ کی باتیں سُن کر آپ کا قائل ہوتا ہے وہ از خود اپنے جسم کو آپ کے تابع کردے گا۔ پس یہ وہ وقت ہے کہ لیڈروں تک پہنچنا ضروری ہے۔"

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

چند ہندو مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"پرارتھنا بیشک اپنی زبان میں کر لیا کرو۔ یوں کہا کرو کہ اے سچے اور واحد خدا۔ اے کہ تو ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے اور سب کے حالات سے واقف ہے۔ تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور ہر ذرہ تیرے تصرف میں ہے تو جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ تو ہمیں گناہ اور بھرشٹ زندگی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا۔ ایسا ہو کہ ہم تیری مرضی کے موافق ہو جاویں۔ بدیوں سے ہمیں بچا۔ بدیاں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ ہم چاہتی ہیں کہ یہ ہم سے دُور ہو جائیں۔ ان کا تو آپ ہی کوئی علاج فرما۔ ان کا دُور کرنا ہماری طاقت سے دُور ہے اور ایسا ہو کہ ہم تیری رضا کی راہوں پر چل کر ہمیشہ کی نجات اور سُکھ کی وارث ہو جاویں اور کوئی دُکھ ہمارے نزدیک نہ آوے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۶۸۸)

○ مکرم محمد اسماعیل بقاپوری صاحب کراچی سے اطلاع دیتے ہیں:

میری پوتی عزیزہ شہ یوسف بنت محمد یوسف صاحب بقاپوری زعیم اعلیٰ انصاراللہ اسلام آباد کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۲۹ اپریل کو ایک مقامی ہوٹل میں منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔ عزیزہ کا نکاح پچھلے سال عزیزم کیپٹن وسیم احمد صاحب ابن ظہور احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ واہ کینٹ کے ساتھ پڑھا گیا تھا۔ رخصتی سے قبل مربی سلسلہ مکرم سید حسین احمد صاحب نے دعا کرائی۔

اگلے دن مورخہ ۳۰ اپریل کو مکرم ظہور احمد صاحب نے آرڈیننس کلب واہ کینٹ میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا۔ جس میں مقامی احباب کے علاوہ فوجی افسران نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بہت بہت مبارک کرے۔ دولہا اور دلہن بالترتیب حضرت مولوی نظام الدین صاحب سیالکوٹ (رفیق بانی سلسلہ) کے پوتے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری (رفیق بانی سلسلہ) کی پڑپوتی ہیں۔

مخلوق پر شفقت کرنا بھی عبادت ہے

(اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ - الاوّل)

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جن کا ظاہر و باطن یکساں ہے جو خیالات ان کے جی میں ہیں اس کے مطابق ان کا عمل ہے۔ دوسرے وہ جن کا اندر کچھ ہے اور باہر کچھ۔ ظاہر کچھ باطن کچھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی وہ ہے جو خواہ کتنے ہی غیب میں ہو ہم پر اس کا ایمان کامل رہتا ہے اور پھر اور جو چیزیں غیب میں ہیں ان پر ایمان لاتا ہے اس کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتا۔ پھر وہ نماز دل کو قائم کرتا ہے۔ یہ تو اپنے خالق سے تعلقات کی نسبت فرمایا۔ دوسرا تعلق مخلوق سے ہے سو اس کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اس کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتا رہتا ہے۔ جس شخص کے مخلوق سے تعلقات عمدہ نہیں اس کے تعلقات اپنے خالق سے بھی اچھے نہیں رہ سکتے اس لئے قرآن مجید نے دونوں طرفوں کو لیا ہے جو بڑی بڑی لمبی نمازیں پڑھتا ہے اور خدا کی مخلوق سے بدمعاملگی کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے حاکم کے سامنے نہایت مؤدب کھڑا ہو مگر جب وہ اپنے حاکم کے سامنے سے ہٹے تو اپنے ماتحتوں پر ظلم کرنا شروع کر دے۔ یہ شرفاء کا کام نہیں۔ خدا نے اپنی مخلوق پر شفقت کرنے کو بھی عبادت فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بھوکا تھا۔ مجھے کھانا نہ کھلایا پیاسا تھا مجھے پانی نہیں پلایا۔ بیمار تھا میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ بندے عرض کریں گے کہ یہ آپ کی شان کہاں ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری مخلوق میں یہ چھوٹے چھوٹے بیمار یا بھوکے پیاسے کے ساتھ ہمدردی کرنا گویا میرے ساتھ ہمدردی کرنا ہے۔ خدا نے اپنی نعمتوں کی کوئی حد بندی نہیں کی جو کچھ بھی خدا نے کسی کو دیا ہے۔ چاہیئے کہ اس میں سے کچھ اس دینے والے کے نام پر خرچ کرے۔ اگر علم دیا ہے تو علم میں سے۔ مال دیا ہے تو مال میں سے۔ اس صفت سے متصف انسان دوسروں کے حقوق تلف نہیں کرتا۔ کیونکہ جو اپنے پاس سے بھی کچھ دینے کی عادت رکھتا ہو وہ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی کے مال پر بے جا تصرف کرے۔

غرض متقی کے خالق اور مخلوق دونوں سے تعلقات نہایت عمدہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اندر فرمانبرداری کی روح رکھتا ہے۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۱۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹۔ احسان ۱۳۷۲ ہش — ۱۹۔ جون ۱۹۹۳ء

طریقِ کار

یہ کہہ دینا کتنا آسان ہے کہ اگر آپ حق پر ہیں تو عدالت آپ کے حق میں فیصلہ دے دے گی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ لیکن حق پر ہونا ثابت تو کرنا پڑے گا نا۔ اور یہ کوئی آسان بات نہیں ہے۔ عدالت میں بحث ہوتی ہے۔ دونوں طرف کے وکلاء اپنے اپنے دلائل دیتے ہیں۔ اور ان دلائل کے پیشِ نظر عدالت فیصلہ دیتی ہے۔ عدالت کو از خود تو اس بات کا علم نہیں ہو جاتا کہ حق پر کون ہے۔ اور اگر عدالت کو اس بات کا علم ہو بھی تب بھی وہ فیصلہ بحث کو سامنے رکھ کر ہی کرے گی۔ عدالت یہ تو نہیں کہے گی کہ بحث چاہے کچھ ہی ہو ہمیں اس بات کا یوں علم ہے اس لئے ہم یہ فیصلہ دیتے ہیں۔ اور فیصلہ تو ہوگا بھی ایک ہی پارٹی کے حق میں۔ فیصلہ کے بعد ایک پارٹی خوش ہوگی دوسری نالاں۔

لیکن عدالت کا فیصلہ تو دیر اور دُور کی بات ہے۔ بارہا بتایا جا چکا ہے کہ عدالتوں میں مقدمات کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ فیصلہ بھی اہم سہی لیکن فیصلہ سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ آپ اس سلسلہ میں پریشان کتنے ہوتے ہیں۔ کتنی دفعہ آپ کو سب کام چھوڑ چھاڑ کر سارا سارا دن عدالت میں گذارنا پڑتا ہے۔ یہ ایسی پریشانی ہے کہ انسان کتنا ہی سخت اعصاب والا کیوں نہ ہو۔ اس سے گھبرا جاتا ہے۔ اس کا کاروبار تلپٹ ہو جاتا ہے۔ دُور سے آتا ہے تو اخراجات بھی اٹھتے ہیں اور اخراجات کیلئے رقم موجود نہ ہو تو پریشانی اور بھی بڑھتی ہے۔

عدالتیں تو انصاف کیلئے ہیں۔ اور ہم عدلیہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ منصف اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق صحیح فیصلہ ہی کرتے ہیں۔ اس کے خلاف شائد ہی کوئی مثال ہو۔ آخر انسان انسان ہے۔ لیکن ہماری عدلیہ بہت قابلِ احترام ہے۔ خدا کرے اس کا احترام بڑھتا ہی رہے۔

پریشانی سے بچانے والا کوئی ادارہ موجود نہیں ہے اور شائد ایسا کوئی ادارہ ہو بھی نہیں سکتا۔ ہم اپنے متعلق خوب جانتے ہیں کہ مقدمات کے سلسلہ میں پریشان ہونا شائد ہمارا مقدر بن گیا ہے۔ پتہ چلا کہ مقدمہ درج ہوگیا ہے۔ احتیاط اور پریشانی شروع ہو گئی۔ دو دفعہ چنیوٹ کا چکر۔ ایک دفعہ شاملِ تفتیش۔ دو دفعہ مچلکے۔ اور مقدمات کی تاریخوں کے سلسلے میں مہینے میں دو دفعہ عدالت میں حاضری۔ روزنامہ کا کام تو ہمہ وقت توجہ چاہتا ہے۔ اور ہم ہیں کہ ہر ماہ تقریباً سات دن عدالت اور تھانے میں حاضری۔ ایسے میں اگر آپ ہماری کارکردگی سے مطمئن نہ ہوں تو ہمارے لئے دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ الفضل کو ہمہ وقت توجہ دے سکیں۔

آج پھر چنیوٹ کا چکر لگا
آج پھر الزام کی تردید کر
منصفِ اعلیٰ خدا کی ذات ہے
عدلیہ کے منصفوں سے تو نہ ڈر

ـــــ ابوالاقبال

لُغت شناس نہ کوئی سُخن طراز ملے
ملے تو پھر کوئی دانائے حرفِ راز ملے

خُدا کرے کہ بہ فیضِ جنونِ عشق مجھے
متاعِ درد ملے، سوزِ جاں گداز ملے

نہ صوفیوں میں، نہ پیرانِ خانقاہ میں تھے
رہِ وفا میں جو رندانِ پاکباز ملے

سُنی ہیں ہم نے وفا کی کہانیاں کیا کیا
وہ کون تھے جنہیں محمودؔ اور ایازؔ ملے

نہیں ملا تو مجھے میرے زخم کا مرہم
یہ اور بات کہ لاکھوں کرشمہ ساز ملے

مرے خدا کو مرے سامنے جو لے آئے
خدا کرے کبھی ایسی مجھے نماز ملے

زبان سُوکھ گئی اب تو پیاس سے یارب
اس انتظار میں شائد مئے حجاز ملے

وہ جس کی لے سے ہم آہنگ ہوں طیورِ چمن
مرے چمن کو کوئی ایسا نَے نواز ملے

مِلا ہے جو بھی اُنہی سے ملا خدا کی قسم
جو اس جہان میں ہر شے سے بے نیاز ملے

مَیں اُس دیار کی ہُوں جستجُو میں سرگرداں
نہ این و آں میں جہاں کوئی امتیاز ملے

یہ کاش حضرتِ اقبال سے کوئی پوچھے
کہاں کہاں انہیں شاہین و شاہباز ملے

ہزار دل جسم ٹٹولے گئے مگر محمودؔ
نہ جاں گداز ملی ہے نہ دل گداز ملے

ڈاکٹر محمود الحسن ایمن آبادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ـــــ عبدالباسط شاہد

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو لمبی اور مفید زندگی سے نوازا۔ آپ نے جماعت کی کئی رنگ میں نہایت مؤثر خدمات سرانجام دیں۔ علم الالسنہ کے متعلق آپ کا کام ایسا تھا جیسے عام طور پر بڑے بڑے ادارے انجام دیا کرتے ہیں۔ "وقف جدید" کے ادارے کے ساتھ آپ کا تعلق مسلسل رہا اور اس ادارہ نے جو یادگار خدمات سرانجام دی ہیں اور جن خدمات کی آئندہ توفیق ملے گی اس میں حضرت شیخ صاحب کا حصہ رہے گا اور بطور صدقہ جاریہ وہ اس کے اجر و ثواب سے متمتع ہوتے رہیں گے۔ جماعت کے متعدد قلم کار اپنی قلمی کاوشیں بغرض تصحیح و تنقید محترم شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کرتے اور نہایت عمدہ مشورے اور رہنمائی حاصل کرتے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے بڑی محبت اور عقیدت سے علم الالسنہ سے حضرت شیخ صاحب کے لگاؤ کا ذکر اپنے خطبات و تقاریر میں فرمایا ہے اس سلسلہ میں حضرت شیخ صاحب کا مندرجہ ذیل بیان دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

"۱۹۴۶ء میں خاکسار کا میلان تحقیق ام الالسنہ کی طرف ہوا۔ مجھے سنسکرت کی ایک ایسی لغت کی ضرورت تھی جس میں سنسکرت کے الفاظ رومن حروف تہجی میں لکھے ہوئے ہوں دور و نزدیک اندرون ملک اور بیرون ملک میں نے ایسی لغت کی تلاش کی مگر مجھے دستیاب نہ ہوئی اور میں اس کتاب کے حاصل کرنے کے لئے بڑا بے قرار تھا۔ آٹھ سال اس تلاش میں گزر گئے۔ اب قدرت خداوندی کا ایک کرشمہ دیکھئے۔ ۹ مارچ ۱۹۵۴ء کا واقعہ ہے۔ .... جودھامل بلڈنگ لاہور میں حافظ صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے گیا (حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری) میں سلام کر کے ابھی بیٹھا ہی تھا کہ حافظ صاحب نے فرمایا کہ ابھی ابھی آپ کے آنے سے دو منٹ پہلے ایک لڑکا ایک کتاب لایا تھا اور اسے چھ روپے میں فروخت کرنا چاہتا تھا کیونکہ ۵ روپے میں اس نے خود خریدی تھی۔ حافظ صاحب نے وہ کتاب میری طرف بڑھائی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے وہ سنسکرت کی لغت ہے جس میں سنسکرت کے الفاظ رومن حروف تہجی میں لکھے ہوئے ہیں .... فردوسی کو پاستان نامے کے ملنے سے جو خوشی ہوئی تھی میری خوشی اس کتاب کے ملنے پر اس سے کم نہ تھی ..... اس کے بعد گزشتہ سولہ سال میں خاکسار نے لغت مذکور کے سارے مادوں اور ان کے مشتقات کا سراغ عربی زبان تک پہنچایا ہے اور یہ ایک ضخیم جلد ہے"

الفضل ۲ جنوری ۱۹۸۸ء

حضرت شیخ صاحب کے احساس ذمہ داری اور کام کی لگن کی ایک عجیب مثال اتفاقیہ خاکسار کو معلوم ہوئی۔ آپ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق ایک کتاب کی نظر ثانی فرما رہے تھے۔ اسی دوران آپ کی صحت زیادہ خراب ہوگئی نظر پر بھی بہت اثر تھا اور آپ پڑھ نہیں سکتے تھے مگر یہ کام آپ خود ہی مکمل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہ کتاب آپ کی خواہش اور اصرار کے مطابق مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب نے آپ کو پڑھ کر سنائی اور آپ اس کی عبارت میں حسب ضرورت تصحیح و ترمیم یا کمی بیشی کرواتے رہے اور باوجود شدید علالت کے اس کام کو چھوڑنے اور معذرت کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے ایک علمی کتاب پر نظر ثانی کرتے ہوئے آپ نے جو نوٹ تحریر کئے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔ ان فقرات سے حضرت شیخ صاحب کے علم کی وسعت نظر کی گہرائی۔ مضمون پر مکمل گرفت و آگاہی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

"یہ دونوں حصے عمدہ دلچسپ اور مؤثر طریق پر لکھے گئے ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

بعض موقعوں پر میں نے الفاظ کو تبدیل کیا ہے ہر ایک تبدیلی کی کوئی نہ کوئی وجہ میرے ذہن میں ہے۔ آپ بغور ہر صفحہ پر نظر ڈال لیں۔

یہاں آ کر بھی دو روز بیمار رہا لیکن سیرت کا کام کرتا رہا تا امکان میں نے پورے غور و فکر سے کام لیا ہے۔

خاکسار خادم مظہر

ایک اور خط میں تحریر کیا۔

اردو میں جو انگریزی الفاظ شامل ہو گئے ہیں ان کی جمع اردو طریق پر ہونی چاہیئے مثلاً ڈاکٹرز۔ ججز کی بجائے ڈاکٹروں۔ ججوں وغیرہ ہونا چاہیئے۔ میرے نزدیک آئیں گے۔ جائیں گے۔ دیں گے۔ لیں گے۔ وغیرہ ایک لفظ ہونا چاہیئے نہ کہ آئیں گے جائیں گے دیں گے لیں گے وغیرہ (لیکن مجھے اس پہ اصرار نہیں)

.... انگریزی لفظ BORE کرنا درج ہے حالانکہ ہمارے زمینداروں نے بھی کتاب پڑھنی ہے اور یہ لفظ ابھی تک مستند اردو میں اختیار نہیں کیا گیا نہ اس کی ضرورت ہے۔ لکھنے والے تو بوریت بھی لکھتے ہیں۔

ہر تاریخ کے ساتھ سن بھی لکھا جائے۔ نیز تاریخ لکھنے کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ مثلاً ۷ مارچ ۲۱ اکتوبر ۱۵ مئی۔ ہندسے کے ساتھ ٹیڑھا خط ڈالا جاتا ہے۔ اس میں بڑا فائدہ ہے۔

مسودہ کی کتابت کے متعلق توجہ دلاتے ہوئے لکھا ... کتابت ایسی ہونی چاہیئے کہ کاتب کو لکھنے میں اور پھر پروف پڑھنے میں آسانی ہو اور بار بار وقت ضائع ہونے سے بچے ..... آپ کے پاس اچھا لکھنے والا ہونا چاہیئے جو محنت سے ایسا لکھے کہ صاف پڑھا جائے۔ دراصل صاف نہ پڑھا جانا ہی میرے لئے تاخیر کا باعث ہوا ہے۔ اگر لکھائی صاف ہوتی تو میں بہت جلد سارا مسودہ واپس کر سکتا۔

سیرت کا وہ حصہ جو حضور کے اپنے الفاظ میں ہے یا حضور کی تجاویز ہیں۔ کتاب کا اصل مغز وہی چیز ہے۔ اس کو زیادہ اختیار کیا جائے۔

سیرت نگاری کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ع آنکس کہ گفت قصۂ ما ہم زما شنود

خاکسار نے حضور سے ایک طریق تصنیف بھی پایا ہے کہ مصنف ایک محفل میں مضمون کو سنائے اور یہ دیکھے کہ سامعین کے لئے کوئی عبارت یا کوئی لفظ ناقابل فہم یا پیچیدہ تو نہیں اس طریق سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

حضرت شیخ صاحب ایک بلند پایہ قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کا کلام زیادہ تر فارسی زبان میں ہے۔ ایک چھوٹا سا مجموعہ "درد و درمان" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اردو میں بھی آپ کے اشعار الفضل اور دوسرے رسائل میں چھپتے رہے ہیں۔ ان کا سارا کلام جمع کر کے شائع کیا جا سکے تو "احمدی ادب" میں بیش بہا اضافہ ہوگا۔

شذرات

اردن کا فیصلہ

اردن نے کہا ہے کہ اسرائیل کیساتھ ایک امن ڈرافٹ تیار کیا جا رہا ہے اور ہمیں اس بات کی امید ہے کہ تمام عرب ریاستیں آئندہ قیام امن کے سیشن میں جو واشنگٹن میں ۱۵ جون کو شروع ہوگا۔ گفت و شنید میں خاصی آگے بڑھیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنا ایجنڈا تقریباً مکمل کر لیا ہے اور اس میں آخر کار امن کا معاہدہ شامل کیا جا رہا ہے۔

اردن کے وزیر اعظم عبدالسلام مجالی نے یہ بات اس وقت کہی جب کہ عربوں کی وہ میٹنگ منعقد ہونے والی تھی۔ جس میں انہیں اگلے قیام امن سیشن کیلئے اپنے رویے کو پیش کرنا تھا۔ اسرائیلی اور اردنی حکام نے اس بات پر اتفاق کیا ہوا ہے کہ کیا مقبوضہ یروشلم کو ایجنڈے پر رکھا جائے یا نہ رکھا جائے مجالی نے صحافیوں کو بتایا کہ اب صرف چھوٹے چھوٹے مسائل رہ گئے ہیں جن کا تعلق زبان سے ہے یعنی اصولوں سے نہیں۔ اور اسلئے امید کی جاتی ہے کہ چونکہ اصول طے ہو چکے ہیں۔ زبان کی مشکلات بھی جلد طے ہو جائیں گی۔ اردن اور اسرائیل نے ایجنڈا ڈرافٹ کیا ہے اور یہ انکی ان کوششوں کا نتیجہ ہے جو مئی ـــ تک کی گئیں۔ یہ بات اردن کے وزیر اعظم مجالی نے بتائی۔ اور انہوں نے مزید کہا کہ امید کی جاتی ہے کہ اگلے راؤنڈ میں تمام عرب ریاستیں قدم آگے بڑھائیں گی۔

اردن، شام، لبنان، فلسطینی اور اسرائیل کے حکام نے کہا کہ انہیں دعوت نامے مل چکے ہیں۔ یہ دعوت نامے امریکہ اور روس نے حسب معمول جاری کئے ہیں۔ کیونکہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے سیشن ان دونوں کی شراکت سے منعقد کئے جاتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ تمام پارٹیاں اس دعوت نامے کو قبول کر لیں گی۔ باوجود اس کے کہ ۴۰۰ فلسطینیوں نے جنہیں اسرائیل نے ملک بدر کیا ہوا ہے۔ اس سیشن کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی ہے۔ شام نے دیگر پارٹیوں

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۳۰۔ مئی ۱۹۹۳ء

ڈاکٹر مروِن حسین ڈان کے ۳۰۔ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں:

چالیس سال کا قومی تذبذب اور نظریہ ضرورت کے آگے جھکنے کا ہمارا عدالتی ریکارڈ اور اس کے نتیجہ میں انتظامیہ کا حکومت کرنے کی طاقت کا غلط استعمال یہ ثابت کرتا ہے کہ ججوں نے اور "دوسروں" نے ہی جسٹس منیر کو معاف کر دیا ہے۔ آئیے ذرا رک کر دیکھیں کہ یہ "دوسرے لوگ" کون ہیں اگر ہمارا دوسروں سے مطلب فوج ہے تو پھر ۲۴ سالہ ڈکٹیٹرشپ خود اس کی جواب دہ ہے۔ اگر ہمارا حوالہ بیوروکریسی کی طرف ہے تو پھر "چار کے ٹولے" اور ان کے میکاؤلین ساتھی کی موجودہ سخت گرفت ہی جمہوری اداروں کی سڑاند کا کافی ثبوت ہے اور اگر ہم بے شمار پیروں، امیروں، فقیروں، بادشاہ گروں اور بادشاہوں کو ختم کرنے والوں اور دیگر دانشوروں جو کہ اس ۵۰ سالہ قوم کے گھن لگے ہوئے ڈھانچے سے بار بار نکل آتے ہیں اور اکیسویں صدی تک پہنچنے کا شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ تو پھر اب تک زرعی ٹیکس نہ لگا سکنے کی مثال ہی کافی ہے۔

اگر آپ کا خیال سیاسی پارٹیوں کی طرف جا رہا ہو تو پھر بیسیوں شور و غوغا مچانے والے جن کی پارٹیاں زیادہ سے زیادہ ڈھائی یا اکثر اس سے بھی کم ممبروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ تو یہ لوگ ہمارے پاور سپیکٹرم کا ایک سرا ہیں۔ اور ان کے علاوہ جو بڑی پارٹیاں ہیں جن کا پرانا ریکارڈ ثابت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک سیاست کا صرف اتنا مقصد ہوتا ہے کہ اپنے اور اپنے لگے بندھوں کی مدد کرنا تو یہ لوگ اس پاور سپیکٹرم کا دوسرا سرا ہیں۔ یہ سب چھوٹی چھوٹی پارٹیاں درحقیقت ایک صحیح جمہوری سسٹم کے ساتھ ایک سنگین مذاق کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آج تک ہر ہارنے والے امیدوار نے صحیح یا غلط طور پر یہ شکایت کی ہے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے۔ کس سیاسی پارٹی نے، چاہے وہ آج حکومت میں ہے یا اپوزیشن میں، اپنے وقت میں جمہوری اپوزیشن کو ہر غلط طریقے سے کچلنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ نہ صرف جسٹس منیر کو معاف کر دیتے ہیں بلکہ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ایک طرح سے جسٹس منیر نے قانونی دیانتداری، سیاسی سسٹم اور قانون کی بالادستی کو جو نقصان پہنچایا اس نے ہمارے لوگوں اور ہمارے لیڈروں کو اس بات کی اجازت دے دی کہ ACCOUNTABILITY اکاؤنٹابلیٹی کا مطلب صرف ایک کروڑ گننے سے ہے

اس کے بعد اب صرف دو اقسام کے "دیگر" لوگ رہ جاتے ہیں۔ ایک تو مشہور و معروف "عوام" ہیں جو کہ ہماری توجہ اور محبت کے لئے ہمیشہ سے ہمارے پسندیدہ رہے ہیں اور ہمارے سیاستدانوں کے لئے پسندیدہ احمقوں کا گروہ (SUCKERS)۔ عوام اکثر گدھے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے عوام اس معاملے میں کوئی استثناء نہیں ہیں۔ عوام جو اپنے بیوی بچوں کے روزمرہ کی ضروریات فراہم کرنے کے چکر ہی میں پڑے رہتے ہیں اور جو اکثر ناخواندہ ہوتے ہیں اور جو مکمل طور پر حلقہ بگوشی یا غلامی کی زندگی گذار رہے ہوتے ہیں وہ کس طرح کوئی معقول تقاضا کر سکتے ہیں یا کسی حاکم کی حاکمیت کو چیلنج کر سکتے ہیں اور اگر کبھی وہ مل جل کر ایسا کوئی فرنٹ بنا بھی لیتے ہیں تو وہ اپنے نام نہاد لیڈروں کو ان لوگوں سے کسی طرح بھی اچھا نہیں پاتے جن کے خلاف وہ جدوجہد کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اپنے لئے اچھی اچھی چیزیں ہی چاہتے ہیں اور نتیجہ صرف کلاشنکوف کلچر کی صورت میں نکلتا ہے۔ وہ تو کبھی سمجھ ہی نہیں سکتے کہ اگر جسٹس منیر ایک دیانتدار آدمی ہوتا تو پھر ان کی موجودہ زندگیوں میں کیسا انقلاب برپا ہو چکا ہوتا۔ اب معاف کر دینے کے لئے ہے ہی کیا؟ ان کو تو محض زندہ رہنے کے لئے ہی بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔ کجا یہ کہ وہ اس قسم کے فلسفیانہ مسائل پر بحث کریں کہ "فرائنگ پین" اور "فائر" (آگ) میں کیا فرق ہے

اور سب سے آخری قسم وہ ہے جو میرے جیسے پڑھے لکھے احمق دیوانوں (IDIOTS) کی ہے۔ ہم کسی حد تک ان لوگوں کے الجھے ہوئے خیالات کو سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے ان لغزشوں یا غلطیوں کو پیدا کیا جن کو ہم دستوری ترامیم کہتے ہیں۔ ہم غیر جانبدارانہ طور پر ان تاریخی ماڈلز (نمونوں) کا موازنہ کر سکتے ہیں۔ جن کی مطلق العنان طاقت اور قوت، چاہے یہ سول ہو یا ملٹری یا جن کی بنیاد لسانی یا مذہبی خطوط پر رکھی گئی ہو، نے ان کو مکمل طور پر کرپٹ کر دیا۔ ان کو دیکھنے کے بعد یا ان میں بذات خود زندگی

باقی ص۵ پر

Fundamental rights

FORTY years of national vacillation, the judicial track record of subjugation to the doctrine of necessity, and consequent increasing misuse of the powers of governance have long since proved that, "Jurists and others" forgave Justice Munir. Let us pause to question whom the "others" are.

If we mean the armed forces then 24 odd years of dictatorship must answer for itself. If we refer to the bureaucracy then the current stranglehold of the Gang of Four and their Machievellian associate testifies to the putrefaction of democratic institutions. If we allude to the numerous Pirs, Mirs, Faquirs, king makers, king breakers and "elites" that repeatedly spring out of the rotten woodwork of a nearly fifty year old nation vainly trying to reach the 21st century then one, solitary, example the inability to levy tax on agricultural incomes-suffices.

If political parties spring to mind then the scores of rabble rousers whose parties consist of two and a half, or less, members represent one end of the power spectrum. The major parties, whose track record has proved that the sole objective of being in politics is to support self and pelf, represent the other. Both mock the very foundations of a just, democratic system. Which losing candidate has not complained, justifiably or otherwise, that elections were rigged. Which political party, in or out of power, has not tried to cut into the very roots of fledgling democratic opposition through all foul means? Not only do they forgive Justice Munir: they bless him. In a way, his blow to judicial integrity, the political system and the supremacy of law allowed our leaders, and the people, to develop that well-honed philosophy that accountability merely means the "ability to count a crore."

That leaves only two categories of "others." One is the famous gharib awaam that is the favourite subject of our devotion and the favourite suckers for our politicians. Masses are usually asses and ours are no exception. Struggling to make ends meet, largely illiterate, and in total servitude or bondage, they are in no position to make rational demands or question authority. And, when they do manage to put up a front their leaders turn out to be no better than the ones they try to escape from. They, too, want the moon, and our Kalashnikov culture is a result. Can they even comprehend what difference to their lives a more honest Justice Munir might have made? What's to forgive? They have many more pressing issues related to survival to worry about such philosophic trivialities as the metaphoric difference between frying pan and fire.

The last category comprises literate idiots like myself. I cannot use the word intelligently because all animals are intelligent. Intelligence, beyond the basic, is only as worth as the training it receives. To some extent, we can follow the convoluted trend of thought of the flawed geniuses that devised and now protect, the aberrations we call constitutional amendments. We can dispassionately, compare and contrast historical models where absolute power, be it civil, military or based on ethnic or religious fundamentalist lines, corrupts absolutely. Having seen, or lived in, or studied them, we can analyse, debate and voice cogent arguments for, a genuine democratic political evolution. Barring a few brave men we, a small minority, perhaps even a smaller majority, sat still then and worse, continue to sit still while our fundamental rights are bartered away. We do not forgive Justice Munir, and many others. But, because we, like they, backed off and grieved in silence, we ceded our right to moral superiority or political justice.

To my mind there are certain, more important issues that crop up in this scenario than the fundamental rights of politicians to stay in office. Politicians of all hues occasionally revert to the people. If the people lack fundamental rights, largely through the courtesy of those same politicians, why then should they have rights that the common people lack? Conversely, if they are entitled to certain fundamental rights and privileges, why are the people denied them.

Whether the judiciary has been, is or will remain, subordinate to the executive I believe there is one factor that has significantly contributed to the situation we are in today. That is the Law of Contempt. An institution is only brought into contempt when it permits itself to be contemptible. That is neither the function nor role of the judiciary; nor should that institution be in a position where it compromises itself. Justice may be blind but it must be able to "see" in the dark. That ability to see lies in the voice of the people whom justice serves.

Our leaders, even those now clamouring for justice and fairplay, are well aware, but, as a people we have not realised the full potential of the power of freedom of speech. The muzzling of the Press and, through it, the pains, fears and feelings of the "others" has done greater damage to the supremacy of equitable law than any executive restriction.

Whatever their decision, our CJ. and the Supreme Court have, in a way, promised to atone for the errors of the past. Let one of those errors be the Law of Contempt. Let the next exercise of the SC be to assess the damage done to democracy, and the value of constructive criticism negated, by that law. However our jurists would like to compartmentalise it, in our warped system the higher judiciary remains our only court of appeal for political, economic or social justice. "Others and jurists" can mutually strengthen the power and supremacy of the law if both can feel free to critically analyse, talk and respond. Now, as we repose trust and faith in our highest judiciary, is the time to repeal the law of contempt — of the people.

DR MERVYN HOSEIN
Karachi

DAWN SUNDAY, MAY 30, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــ نون سین

ایودھیا ــ ایک دفعہ پھر

کچھ عرصہ سے اس خطرے کے بادل ایودھیا پر منڈلا رہے تھے کہ جب ہندوستان کے سب سے زیادہ طاقتور گورو چندرا سوامی وہاں عبادت کریں گے تو فسادات شروع ہو جانے کا امکان ہے لیکن اب جو خبریں مل رہی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ ان کی عبادت میٹنگ میں زیادہ لوگ شامل نہیں ہوئے۔ ان کی عبادت جسے آگ کی پرستش کا نام دیا گیا ہے دو روزہ تھی اور اس کے کچھ عرصہ بعد رپورٹروں کو بتایا گیا کہ اس عبادت کے لئے پچاس سادھو اور ۲۰۰۰ ان کے پیروکار اس تقریب میں شامل ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ سینکڑوں مسلح پولیس کے افراد کو ایودھیا بھیجا گیا تھا تاکہ وہ متوقع ایک لاکھ افراد کو امن و امان سے عبادت میں حصہ لینے کی تلقین کریں اور اگر کوئی گڑبڑ پیدا کرے تو اس کے ساتھ سختی سے نبٹیں۔

کہا جاتا ہے کہ چندرا سوامی جو ساری دنیا کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔ ہندوستان کے وزیر اعظم نرسیماراؤ کے قریبی دوست ہیں لیکن بابری مسجد کے انہدام کا مسئلہ اتنا گھمبیر ہو چکا ہے کہ نرسیماراؤ اس سلسلے میں اپنے دوستوں کی طرف داری نہیں کر سکتے۔ اسی لئے انہوں نے اس موقعہ پر مسلح پولیس کی ایک بڑی نفری وہاں بھیج دی تھی تاکہ چندرا سوامی کی عبادت کے وقت اگر کوئی جھگڑا پیدا ہو تو اسے فرو کیا جا سکے۔

کہا جاتا ہے کہ بہت سی ہندو تنظیموں نے اس عبادت کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔ گورو چندرا سوامی کی عمر ۴۰ سال ہے اور کہا جاتا ہے کہ انہیں ایک بہت وسیع طبقے پر اقتدار حاصل ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کالے جادو کے بہت ماہر ہیں۔ اگرچہ انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اس تقریب کا کالے جادو سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ تو سوم یگیہ ہے یعنی آگ کے نزدیک پرستش جس کی غرض یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ جب چندرا سوامی وہاں پہنچے تو ان کے ساتھ ۶۰ کاروں کا قافلہ تھا اور ان کے محافظ بھی موجود تھے۔ وہاں پر وہ تقریباً ۴۵ منٹ ٹھہرے اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہ ان کے لوگ سیاسی نعرے لگا رہے ہیں وہ وہاں سے چلے گئے۔

مجاہدین خلق

بتایا گیا ہے کہ ایرانی حکومت کی مخالف پارٹی مجاہدین خلق کے ایک کارکن کو کراچی میں اتوار کے روز گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ان کا اصل نام تو محمد حسن ہے لیکن انہیں محمد خان بلوچ بھی کہا جاتا ہے۔ کسی نامعلوم شخص نے انہیں گلی میں سے گزرتا دیکھ کر ان کے گھر کے پاس ہی گولی سے ہلاک کر دیا۔ ان کے ساتھ ایک اور شخص جو اس گلی میں تھا وہ بھی اس حملے میں ہلاک ہو گیا۔ اس تنظیم کے نمائندہ علی صفوی نے کہا ہے کہ ایرانی حکومت نے اس کارکن کو قتل کروایا ہے۔ اور کہ یہ اس قسم کا پہلا قتل نہیں ہے۔ پاکستان میں ان کے بعض دیگر افراد بھی اسی طرح قتل کئے جا چکے ہیں۔ اس سے پہلے ۱۹۸۷ء میں اس تنظیم کے تین افراد قتل کئے گئے تھے اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے تھے۔ یہ وہ موقعہ ہے جب کراچی اور کوئٹہ میں ان لوگوں کے گھروں پر حملے کئے گئے۔ اس سے بھی قبل ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۵ء میں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ ایرانی حکومت کے خلاف ہیں اور ایران سے باہر ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مخالفت کرنے والی تنظیم مجاہدین خلق ہے۔ حال ہی میں انہوں نے ملک کے اندر یعنی ایران میں بعض اہم شخصیات پر حملے کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایرانی ائیر فورس نے عراق میں اس تنظیم کے اڈے پر ۲۵ مئی کو فضا سے بم گرا کر حملہ کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ چونکہ ایران میں حزب اختلاف کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس طرح کی مخالفت کرنے والے لوگ ملک سے باہر جا چکے ہیں لیکن وہ جہاں کہیں بھی ہیں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے کچھ نمائندے جو ایران میں موجود ہیں وہ ان کی ہدایات پر وہاں کسی نہ کسی جگہ گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

بقیہ صـ۴

گزارنے کے بعد یا ان کو سٹڈی کرنے کے بعد، ہم ان کا تجزیہ کر سکتے ہیں، ان پر بحث و تمحیص کر سکتے ہیں اور ایک صحیح جمہوری، سیاسی ارتقاء کے لئے پختہ دلائل دے سکتے ہیں۔ سوائے چند ایک بہادر آدمیوں کے ہم سب چپ چاپ بیٹھے رہے اور مستقل چپ بیٹھے ہیں جبکہ ہمارے بنیادی حقوق کا سودا کیا جا رہا ہے ہم جسٹس منیر اور کئی دوسروں کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن چونکہ ہم نے بھی ان کی طرح پیچھے ہٹ جانا مناسب سمجھا اور چپ چاپ غم اٹھانے کو ترجیح دی۔ اس لئے ہم پولیٹیکل جسٹس کے سامنے اپنے حقوق سے دستبردار ہو گئے۔

میرے خیال میں سیاستدانوں کے حکومت کرنے کے بنیادی حق سے بھی زیادہ کئی اہم مسائل ہیں جو اس سلسلے میں قابل غور ہیں۔ ہر قسم کے سیاستدانوں کو گاہے بگاہے عوام کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اگر لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق حاصل نہیں ہیں اور زیادہ تر یہ صورت حالات ان سیاستدانوں کی مہربانی سے ہی پیدا ہوتی ہے تو پھر یہ بنیادی حقوق ان سیاستدانوں کو کیوں دئے جائیں جن سے عوام محروم ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اگر یہ سیاستدان کچھ حقوق رکھتے ہیں۔ تو پھر عوام کو ان کے حقوق سے کیوں محروم رکھا جائے۔

چاہے عدالتی نظام انتظامیہ کے ماتحت رہا تھا یا اس وقت ہے یا آئندہ رہے گا، میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک ایسا فیکٹر (FACTOR) ضرور موجود ہے جس نے اس صورت حالات کو پیدا کرنے میں انتہائی اہم رول ادا کیا ہے جس میں ہم اس وقت پھنسے ہوئے ہیں۔ اور یہ فیکٹر قانون توہین عدالت ہے۔ کسی ادارے کی توہین نہیں کی جاتی۔ جب تک کہ وہ ادارہ خود اپنے آپ کو قابل توہین نہیں بنا لیتا۔ یہ نہ تو عدالت کا کام ہے نہ ہی اس کا کردار اور نہ ہی اس ادارے کے لئے مناسب ہے کہ وہ مصلحتوں کے تحت کام کرے۔ انصاف اندھا ہو سکتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہنا پڑے گا کہ انصاف کو اندھیرے میں دیکھنے کی سکت ہونی چاہیئے۔ یہ قابلیت عوام کی آواز میں ہوتی ہے۔ جس کے لئے انصاف کام کرتا ہے۔

ہمارے لیڈر اور ان میں سے وہ بھی جو انصاف اور اصولوں کی برتری کے لئے چیخ و پکار میں مصروف رہتے ہیں یہ سب اچھی طرح جانتے ہیں لیکن بطور قوم ہم نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی ہے کہ آزادیٔ گفتار کی کتنی طاقت ہوتی ہے۔ پریس کو دبانے کے نتیجہ میں جو دکھ اور خوف پیدا ہوتا ہے۔ اس نے کسی بھی انتظامی پابندی سے کہیں زیادہ نقصان عادلانہ انصاف کو پہنچایا ہے۔

ان کا فیصلہ چاہے کچھ بھی ہو۔ ہمارے چیف جسٹس اور سپریم کورٹ نے ایک طرح سے پرانی غلطیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ ان غلطیوں میں سے توہین عدالت کے قانون کو بھی سمجھا جائے۔ چاہیئے کہ اگلی دفعہ سپریم کورٹ اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے کہ اس قانون نے جمہوریت اور مثبت تنقید کے عمل کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔

ہمارے ملفوف سسٹم میں اونچی سطح والی قانونی عدالتیں ہمارے سیاسی، اقتصادی اور سوشل انصاف کے لئے آخری آماجگاہ ہوتی ہیں "دیگر" اور قانونی عدالتیں دونوں مل کر قانون کی بالادستی اور اس کی طاقت کو بڑھا سکتی ہیں۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب دونوں اس بات میں آزادی محسوس کریں کہ کسی بات کا تنقیدی تجزیہ کیا جا سکتا ہے اس کے متعلق بات چیت کی جا سکتی ہے اور پھر اس کے مطابق ردعمل دکھایا جا سکتا ہے اب جبکہ ہم ابھی اپنی سب سے اونچی قانونی عدالت پر انحصار کرتے ہیں اور اس میں یقین رکھتے ہیں کیا یہ بات مناسب نہیں کہ اس توہین عدالت کے قانون کو ختم کر دیا جائے۔ جو کہ دراصل توہین عوام کا قانون ہے۔

پتہ درکار ہے

○ مکرم پرویز احمد صاحب ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب نے ۱۹۷۴ء میں ۱۷ سال کی عمر میں دارالعلوم غربی ربوہ سے وصیت کی تھی۔ وصیت نمبر ۲۱۷۵۰ ہے

○ مکرم منور احمد صاحب خالد ابن مکرم شیخ احمد صاحب سابق ساکن اورنگی ۱/۱۷-H سیکٹر نمبر ۱۰ البسم اللہ کالونی کراچی کا موجودہ پتہ درکار ہے۔ وصیت نمبر ۲۶۸۰۷ ہے۔

اگر کسی دوست کو ان کا پتہ معلوم ہو یا موصی صاحبان خود یہ اعلان پڑھیں تو بواپسی ڈاک دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم عبدالسلام صاحب زرگر

ہمبرگ جرمنی سے لکھتے ہیں:

مکرم و محترم نسیم سیفی صاحب

آپکی خالہ جان مکرمہ صالحہ بیگم والدہ عزیزان سمیع اللہ صاحب اور فاروق احمد صاحب وفات پاگئی ہیں۔ یہ خبر میں نے اخبار الفضل سے پڑھی اور پڑھ کر دکھ ہوا۔ یہ وفات کی خبر پڑھ کر مجھے پرانی یادیں تازہ ہوگئی ہیں۔ مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر غلام محمد صاحب اور۔ہو مکرم جمال الدین صاحب سیدوالا میں ٹیچر لگی ہوئی تھیں اور مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب بھی سکول ماسٹر تھے اور ان کا گھر اور ہمارا گھر سیدوالا میں ساتھ ساتھ تھے دیوار مشترک تھی اور دیوار کے درمیان میں بیری کا بہت بڑا درخت تھا۔ گرمیوں میں اس بیری کے درخت کے نیچے سب مستورات مل کر بیٹھتی تھیں اور ایک پینگ بڑے موٹے گری کے رسہ کی ڈالی ہوئی تھی تو اس طرح سب بچے اور مستورات لڑکیاں وہاں پینگ پر بیٹھ کر جھولتیں میری عمر اس وقت چھوٹی تھی شائد کوئی سات آٹھ سال کا ہونگا تو مجھے آپا صالحہ نے اپنی گودی میں بٹھا کر کئی مرتبہ جھولے دیئے۔ جب میں ابھی اپنی ماں کی گود میں تھا تو مجھے میری والدہ فتح بی بی مدفون مقبرہ بہشتی قادیان، بابا جمال الدین عرف جُمّہ اور ان کی بیگم مکرمہ صالحہ بیگم کی ساس جن کا نام میں بھول گیا ہوں سارا دن مجھے وہاں ہی دیکھتے اور بابا جمہ کو میری والدہ اکثر دعا کے لئے کہتی رہتی کیونکہ میری والدہ کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے تھے۔ تو انہوں نے مجھ ان کے گھر ہی اکثر رکھنا دودھ پلاتے وقت لے آنا یعنی گھر آنے کے بعد میں ان کے گھر میں اکثر رہتا اور پھر کچھ بڑا ہوا تو چونکہ چھوٹی عمر میں ہی میں ان کے ساتھ مانوس تھا تو ان کے ساتھ ہمارا بہت پیار تھا۔ پھر میری چھوٹی بہن۔ بڑے بھائی کی لڑکی چچا کی لڑکی یہ سب گرلز سکول میں مکرمہ و محترمہ سے سکول میں پڑھتی رہیں اور اکثر استانی جی کر کے ہم سب پکارتے تھے تو اس طرح جب ان کی وفات کی خبر پڑھی اور آپ نے لکھا کہ وہ میری خالہ تھیں۔ تو میں نے آپ کو یہ چند باتیں جو کہ ان کے ساتھ ہماری ہمسائیگی اور پھر احمدیت کے ناطے سے وابستہ تھیں لکھ دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہماری اس پیاری آپا استانی جی صاحبہ کے درجات بلند فرمائے اور غریق رحمت کرے اور ان کی اولاد کو والدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں اور برادران سمیع اور فاروق سے ملاقات ہو تو میرا ان کو محبت بھرا سلام پہنچا دیں اور میری طرف سے تعزیت بھی کر دیں۔ خدا حافظ۔ آپ کے عملہ الفضل کو میرا محبت بھرا سلام اور دعا کی درخواست میں خدا کے فضل سے یہاں احمدی بچوں کو پڑھا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ میں اس کام کو آخر دم تک جاری رکھ سکوں۔

مکرمہ امۃ المالک نجم صاحبہ

ڈونیڈن نیوزی لینڈ سے لکھتی ہیں:

۳ مارچ کے الفضل میں بین المملکتی واقعات، شخصیات کے تحت "ایک واقعہ" کے عنوان سے محترم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کا ایک مضمون پڑھا تو مجھے بھی یہاں نیوزی لینڈ کے میڈیا کا ایک حالیہ واقعہ یاد آگیا۔

بات دراصل کچھ یوں ہے کہ یہاں نیوزی لینڈ کے ٹی۔وی چینل ون پر ہر شام چھ بجے کی خبروں کے بعد ساڑھے چھ بجے حالاتِ حاضرہ کا پروگرام دکھایا جاتا ہے۔ اسی میں ایک دن میزبان صاحب نے بوسنیا میں ہونے والے واقعات کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد لیڈی کا ہیچر کی ساری دنیا سے اپیل نشر کی گئی کہ تمام لوگ بوسنیا میں ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اس اپیل کے بعد میزبان صاحب نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔ اس کے فوراً بعد پاکستان میں پنجاب کے علاقہ میں ریچھوں پر ہونے والے ظلم و ستم کے بارے میں بتایا کہ پاکستانی کس طرح ریچھوں کو نہتا کر کے کتوں سے لڑواتے ہیں اور ان کو بری طرح زخمی کرتے ہیں۔ ریچھ کے پاس کسی قسم کے بچاؤ کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی۔ اس رپورٹ کو نشر کرتے کے بعد میزبان صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ جانوروں پر بہت بڑا ظلم ہے اور لوگوں سے درخواست کی کہ اگر وہ اس کے خلاف آواز اٹھانا چاہیں تو وہ WORLD ANIMAL RIGHT ACTIVIST کو فون کر کے احتجاج کر سکتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ جانوروں پر ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتے اور ساری قوم کو اس کے خلاف آواز اٹھانے کی اپیل کی جارہی ہے۔ جبکہ بوسنیا کے لوگوں پر کئے جانے والے ظلم پر لیڈی کا ہیچر کی اپیل کوئی اثر نہیں رکھتی خدا تعالیٰ ہی ان کے حال پر رحم کرے۔

ایک چھوٹی سی بات

مکرمہ ساجدہ نسرین صاحبہ

جہلم شہر سے لکھتی ہیں:

گھر میں چٹکلے یا ٹوٹکے کا جاننا بعض دفعہ بے حد مؤثر نتائج دکھاتا ہے۔ میں آپ کو شہد کے چند ٹوٹکے بتاتی ہوں۔

شہد آبِ حیات ہے۔ یہ سبھی حالتوں سبھی مزاجوں میں مفید ثابت ہوتا ہے

نزلہ زکام کے لئے شہد کے چھوٹے چمچے آدھے لیموں کے رس کے ساتھ دن میں ۳ر۴ بار پیئیں۔ گرم نیم پانی میں ایک بڑا چمچہ شہد اور ایک چمچہ ادرک کا رس ملا کر دن میں تین بار پیئیں۔ سردی سے پیدا ہونے والے زکام میں بے حد مؤثر ہے۔

شہد ۲ تولہ ایک پاؤ گرم پانی میں حل کر کے غرارے کریں۔ گلے کی سوزش ورم اور آواز بیٹھ جانے میں مفید ہے۔

۔ تحریک جدید کی اہمیت کسی لمحہ بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے:۔

فرمایا "یہ ایسی باتیں ہیں کہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے کھاتے پیتے ہر لمحہ اپنی بیویوں، اپنے بچوں، اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کے کانوں میں ڈالنی چاہئیں اور انہیں ان باتوں پر راسخ کرنا چاہیئے"۔

تحریک جدید کی خاطر مالی قربانی پیش کرتے وقت ان نکات کو مدِّنظر رکھیئے۔ معیار سے کم قربانی پر ہرگز قناعت نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

یادرفتگان ـــــ صفدر علی وڑائچ

محترمہ مہر بیگم صاحبہ آف لنگے

مکرمہ و محترمہ مہر بیگم صاحبہ آف لنگے تحصیل و ضلع گجرات اہلیہ مکرم چوہدری حاکم علی صاحب مورخہ یکم جون ۱۹۹۳ء کو وفات پاگئیں۔ ان کی نماز جنازہ میں جماعت احمدیہ لنگے۔ سعداللہ پور، جوعہ گورلیگی وغیرہ کے احمدی احباب نے شرکت کی ان کی عمر تقریباً ۸۰ سال تھی۔ آپ مکرم حضرت چوہدری بڈھا خان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کی چھوٹی صاحبزادی اور خاکسار کی پھوپھی دادی تھیں۔ نہایت مخلص احمدی اور سلسلہ کے بزرگان کی بے حد مہمان نواز تھیں ان کو مکرم حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے کئی دفعہ مہمان نوازی کے موقعہ ملے۔ یہ خاکسار سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ خاکسار پر مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کو راہ خدا میں جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا جس کے اثرات ابھی تک خاکسار کی زندگی اور صحت میں دخل انداز ہیں۔ اس سے ان کو شدید صدمہ پہنچا۔ اس کے بعد یہ چل پھر نہ سکیں اور آخر یکم جون ۱۹۹۳ء کو خدا کے حضور حاضر ہوگئیں۔ ان کی اپنی کوئی بھی زندہ اولاد موجود نہیں ہے۔

خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں بذریعہ الفضل دعا کی درخواست کرتا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۳

سے ساتھ اپنے حالیہ منعقدہ اجلاس میں کہا کہ ہم لوگوں کو توقعات تو اچھی رکھنی چاہئیں۔ لیکن اسکے باوجود ہمیں ہر قدم سنبھل کر اٹھانا چاہیئے۔ اگر امن کی راہ رک گئی تو اسکی سب سے بڑی ذمہ داری اسرائیل پر ہوگی اور اسکے بعد امریکہ پر۔

اگر دُنیا کی اصلاح کے لئے نکلے ہو تو چراغ لے کر نکلو۔ لیکن وہ چراغ نہیں جو تعلیم کی صورت میں ملتا ہے یعنی محض وہ چراغ لے کر نہیں۔ بلکہ اپنے نفوس میں وہ چراغ روشن کرو جن کے ذریعے تم روشنی والے بن جاؤ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم طاہر احمد صاحب تنویر ڈپٹی الیکٹریکل مینجر پاک سعودی فرٹیلائزرز میرپور منتھیلو سندھ کی بڑی بیٹی عزیزہ واسع دبیر صاحبہ شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد حسین صاحب رند بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخاں کی بیٹی بعارضہ قلب بیمار ہے۔ علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہے۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کیلئے دعا کریں۔

اعلانِ نکاح

○ مکرم طارق محمود ناصر صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کا نکاح ہمراہ محترمہ عاصمہ احمد صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد احمد صاحب کاہلوں مبلغ 50000 روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے مورخہ 11 جون کو بیت المبارک میں پڑھایا۔ مکرم طارق محمود ناصر صاحب شعبہ کمپیوٹر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی

مکرم عبدالصمد خانصاحب طاہر ربوہ نے فلوری کلچر اور لینڈ سکیپنگ (گلبانی و چمن آرائی) کے ڈپلوما کورس برائے سال 92-1991ء منعقدہ لاہور میں 765/875 نمبر لے کر اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے قبل موصوف چھ ہفتے کے شارٹ کورس اور تین ماہ کے ان سروس ٹریننگ کورس میں بھی اوّل پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔

○ مکرم بشارت احمد چوہدری صاحب 4/17 دار الصدر شرقی ربوہ کی بیٹی آصفہ نادیہ نے جماعت پنجم کے بورڈ کے امتحان میں 144/150 نمبر حاصل کئے ہیں۔

احباب کرام سے ان کی مزید ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحۂ ارتحال

○ مکرم پروفیسر مرزا محمد کریم صاحب اسلام آباد سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکے بڑے بھائی مکرم مرزا انعام الحق صاحب ابن مکرم مرزا محمد حسین صاحب شملوی جو کہ محترم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر کے بھتیجے تھے مورخہ 2 جون 93ء بمقام ٹورانٹو کینیڈا میں بعارضہ قلب انتقال کر گئے (ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں) آپ کی عمر 60 سال تھی اور آپ موصی تھے امانتاً ٹورانٹو میں تدفین ہوئی احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

○ مرکزی مجلس انصار سلطان القلم خدام الاحمدیہ شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت مجلس انصار سلطان القلم کا اجلاس ہر دوسری اتوار کو ایوان محمود کی لائبریری میں منعقد ہوتا ہے۔ خدام سے درخواست ہے کہ وہ اس محفل میں ضرور شرکت فرمائیں۔

لجنات متوجہ ہوں

○ وکالت وقف نو کی طرف سے سرکولر ہے کہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے کوئی شعبہ وقف نو مقرر نہ کیا جائے۔ صدر لجنہ اپنے امیر صاحب یا صدر صاحب کی زیر ہدایت و نگرانی کام کروا سکتی ہیں۔ لیکن یہ کام لجنہ کا نہیں ہوگا۔ سلسلہ کے ایک کارکن کی حیثیت سے ہوگا اور جو ہدایات مردوں کی طرف سے انکو ملیں ان کی تعمیل کی کوشش کریں۔

(نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ پاکستان)

عائشہ دینیات اکیڈمی برائے احمدی خواتین

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ربوہ میں 17 مارچ 1993ء کو عائشہ دینیات اکیڈمی برائے احمدی خواتین کا قیام مہمان خانہ مستورات (بیرکس) کی عمارت کے ایک حصہ میں عمل میں آچکا ہے۔ یہ تعلیمی ادارہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے زیر انتظام عمل میں آیا ہے۔ اس میں داخل ہونے کے لئے کم از کم معیار تعلیم میٹرک ہے۔ ماہوار فیس اور داخلہ فیس برائے نام ہے۔ مجوزہ کتب نظارت تعلیم مفت مہیا کرتی ہے۔ ہر داخلہ لینے والی طالبہ کم از کم چار ماہ اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کی مجاز ہوگی اور زیادہ سے زیادہ کی مدت بہت وسیع ہے۔

ہماری تمام ایسی طالبات جو فرسٹ ائیر میں ہی Detain ہو جاتی ہیں یا دو دو تین تین مضامین میں کمپارٹمنٹ آنے کی وجہ سے اُن کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے، ان بچیوں کے لئے عائشہ دینیات اکیڈمی ایک عظیم نعمت ہے۔ کیونکہ اس نادر تعلیمی ادارے میں انہیں وہ سب کچھ سکھایا جائے گا جو ایک احمدی خاتون کے لئے جاننا ناگزیر ہے۔ خیال رہے کہ یہ ادارہ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد 16 اگست کو کھل جائے گا۔ ربوہ سے باہر کی ایسی طالبات جن کے عزیز ربوہ میں قیام پذیر ہوں اور وہ ان کے ہاں قیام کر سکتی ہوں وہ بھی اس تعلیمی ادارے میں داخل ہو کر فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

نوٹ:۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات مکرم ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(پرنسپل عائشہ دینیات اکیڈمی ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر 28908 میں

امۃ الجمیل زوجہ سید عبدالعزیز واسطی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر 45 سال بیعت پیدائشی احمدیہ ساکن کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15-1-93 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) ترکہ والد سے شرعی حصہ -/1000 روپے (2) زیورات طلائی 20 تولہ مالیتی -/64000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ امۃ الجمیل 152 خیابان شہباز فیز VI ڈیفنس سوسائٹی کراچی گواہ شد نمبر 1۔ چوہدری صغیر احمد صدر مجلس موصیان جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد نمبر 2 سید عبدالعزیز واسطی خاوند موصیہ۔

مسل نمبر 28909 میں

ناصرہ نعیم زوجہ کیپٹن نعیم احمد قوم جاٹ پیشہ خانہ داری عمر 26 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 15-1-93 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (1) حق مہر بذمہ خاوند محترم -/30000 روپے (2) زیور طلائی 15 تولہ مالیتی -/48000 روپے (3) پلاٹ نمبر 29/25 دارالرحمت شرقی ربوہ برقبہ ایک کنال کا 1/8 حصہ مالیتی -/12000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے

باقی صفحہ 8 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۷ جون۔ کل دوپہر سے گرمی کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے۔

○ سپریم کورٹ نے لاہور ہائیکورٹ کے عبوری طور پر پنجاب اسمبلی بحال کرنے کے فیصلے کے خلاف حکومت پنجاب اور نگران وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو کی اپیل مسترد کر دی ہے۔ سپریم کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس نے اپنے حکم میں کہا ہے کہ درخواست دہندگان ہائیکورٹ میں درخواست دیں اور عدالت عالیہ کو ان مشکلات سے آگاہ کریں جو ان کی رائے میں عبوری حکم کی وجہ سے ان کو پیش آ رہی ہیں۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے یہ درخواست ابتدائی سماعت میں ہی مسترد کر دی۔

○ پنجاب اسمبلی کے ۱۳۵ اراکین نے اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس تک جمہوری مارچ کیا اور صدر اسحاق اور پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو پر عدم اعتماد کا اظہار کیا۔ اراکین نے قومی اسمبلی کے سپیکر اور سینٹ کے چیئرمین کو عرضداشت پیش کی۔

○ وزیر اعظم میاں نواز شریف سے تحریک استقلال اور جمعیت العلمائے اسلام کے وفود نے ملاقاتیں کیں۔ جمعیت کے وفد میں تین افراد اور تحریک استقلال کے وفد میں ۹ افراد شامل تھے۔

○ اسلام آباد میں ایم پی اے صاحبان کے جلوس کے مقابلے میں پیپلز پارٹی کی خواتین نے لاٹھیوں پر لوٹے لٹکا کر جلوس نکالا اور ایم پی اے صاحبان کو لوٹے دکھائے۔ ستر کے قریب خواتین پر مشتمل اس جلوس کو پولیس کی بھاری نفری نے گھیرے رکھا۔ اور تھانے لے گئی۔ جہاں بعدازاں ان کو رہا کر دیا گیا۔

○ لاہور میں کاروں پر ڈیوٹی میں کمی کے بعد گاڑیوں کی فروخت کا کاروبار منجمد ہو گیا ہے۔ کئی گاڑیوں کی قیمت میں لاکھوں روپے کے حساب سے کمی ہوئی ہے تاہم سوزوکی پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

○ درآمدی کاروں پر ڈیوٹی کم کرنے سے جاپانی سرمایہ کار ناراض ہو گئے۔ جاپانی سرمایہ کاروں کا موقف ہے کہ پاکستان میں تیار ہونے والی کاریں مہنگی ہونے سے اربوں روپے کی غیر ملکی سرمایہ کاری ضائع ہو سکتی ہے۔

○ این ڈی اے پنجاب کی مجلس عاملہ نے بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ دالیں مہنگی اور کاریں سستی کر کے سرمایہ دار نے سرمایہ داروں کے لئے بجٹ بنایا ہے۔

○ لیپا سیکٹر میں پاکستانی اور بھارتی فوج کے درمیان جھڑپیں ہونے کی خبر ملی ہے۔ فائرنگ کا سلسلہ تین روز سے جاری ہے۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ میں وٹو کی درخواست مسترد ہونا نواز شریف کی ایک اور کامیابی ہے۔

○ گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ اگر سیاسی مہم جو باز نہ آئے تو میں فیصلہ کن آئینی اقدام کروں گا۔ پنجاب کی سیاسی صورتحال پر گورنر پنجاب نے صدر سے مشورہ کیا۔ مولانا کوثر نیازی نے بھی صدر سے ملاقات کی۔

○ سندھ میں قیامت خیز گرمی سے ۲۰ افراد جاں بحق ہو گئے سینکڑوں بے ہوش ہو گئے۔ کنوئیں خشک ہو گئے ہیں۔ ۲۴ گھنٹوں میں سینکڑوں مویشی اور پرندے بھی ہلاک ہو گئے۔

○ پرویز الٰہی گروپ کے مزید ۶ اراکین نے محترمہ بے نظیر سے ملاقات کی ہے۔

○ راولپنڈی اور لاہور کے ایس پی صاحبان کو ایک دفعہ پھر بدل دیا گیا ہے

○ صوبہ سرحد کی حد تک پی ڈی اے چٹھہ لیگ اور جمعیت علمائے اسلام میں انتخابی اتحاد طے پا گیا ہے۔ پی ڈی اے کو ۳۶، چٹھہ لیگ کو ۲۶ اور جمعیت فضل گروپ کو ۲۴ سیٹیں دی گئیں ہیں۔

○ جینیوا میں بوسنیا کے بارے میں امن سمجھوتے پر بات چیت میں بین الاقوامی ثالثوں نے علاقے کو سرب، کروٹس اور بوسنین علاقوں میں تقسیم کرنے پر گفتگو کی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے آئینی بحران کے خاتمے کے لئے مختلف تجاویز پر مشتمل ایک پیکج پیش کیا ہے (۱) خواتین کو قومی اسمبلی میں نمائندگی کا حق دیا جائے۔ (۲) مخلوط طرز انتخابات بحال کیا جائے۔ (۳) ووٹر کی عمر ۱۸ سال مقرر کی جائے تاکہ نوجوانوں کو ووٹ دینے کا حق ملے۔ (۴) شمالی علاقوں کے عوام کو سیاسی نمائندگی دی جائے۔ (۵) حزب اختلاف کو چیف الیکشن کمشنر نامزد کرنے اور انتخابی مشینری میں اصلاحات کا حق دیا جائے (۶)۔ گورنروں اور چیف جسٹس کی تقرری میں اپوزیشن سے مشورہ کیا جائے (۷)۔ صدر۔ وزیر اعظم۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ کی مدت ۴ سال مقرر کی جائے (۸)۔ انتخابی نظام میں لسٹ سسٹم کو متعارف کروایا جائے۔ (۹) قومی حکومت قائم کر کے فوری انتخابات کروائے جائیں۔

بقیہ: صفحہ ۷

منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ نامرہ نعیم F۴/۶ بلاک ۲۰ سی ڈیفنس سوسائٹی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی گواہ شد نمبر۲۔ کیپٹن نعیم احمد وصیت نمبر ۲۴۹۵۱ خاوند موصیہ۔

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش انٹینا
خریدنے کیلئے
قیمت ۱۳۵۰۰/- ڈش ۱۲ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور
فون: ۳۵۵۴۲۲ - ۲۲۶۵۰۸ء

بے بی ٹانک
بچوں کی کمزوری، سوکھا پن، دستوں، دانت نکالنے کی تکالیف اور چڑچڑا پن وغیرہ کیلئے بچوں کا ٹانک قیمت RS ۱۲/- لٹریچر مفت۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
فون: ۶۰۶ - ۷۷۱ ربوہ

NASIR ناصر
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

بے اولاد
مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
نوجوانوں کے خاص امراض اور نفسیاتی بیماریاں
تبخیر معدہ، خونی و بادی بواسیر، ذیابیطس، دمہ، پرانی خارش و چنبل کے لئے اکسیری دوائیں

ادویہ
۱۔ حبوب مفید اٹھرا ۲۰ گرام ۲۰/-، ۶۰ گرام ۶۰/-
۲۔ اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۱۵۰/-
۳۔ زدجام عشق خاص ۵۰۰/-
۴۔ روشن کاجل ۵/-
۵۔ سرمہ جواہر ۵/-
۶۔ تریاق معدہ ۱۰/-، ۲۰/-

بیرونجات کے مریض اپنے تفصیلی حالات لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں
مردانہ و زنانہ خاص امراض کیلئے سوالنامہ (تشخیص و تجویز) خط لکھ کر طلب کریں
مطب ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون نمبر ۶۳۴ فیکس ۵۳۴-۴۵۲۲

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے با رعایت خریدنے کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ لاہور پر تشریف لائیں۔
فون نیا: ۷۲۲۳۲۰۴، ۷۲۳۱۶۸۰، ۷۲۳۱۶۸۱
فون پرانا: ~~۲۲۳۲۰۴، ۲۳۱۶۸۰، ۲۳۱۶۸۱~~

ضرورت چوکیدار
(سکیورٹی گارڈ)
ہمیں اپنے ادارہ کیلئے ۶ عدد سکیورٹی گارڈ کی ضرورت ہے۔ سابقہ فوجی اور اسلحہ لائسنس رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں امیر حلقہ یا صدر صاحب کی تصدیق سے جلد از جلد ارسال کریں۔
مینیجر ٹویوٹا فیصل آباد موٹرز
ویسٹ کینال روڈ منصورہ آباد
فیصل آباد
فون: ۷۱۲۰۰۴ - ۷۱۲۰۰۲
۷۱۹۹۰۲